جناب محمد بشیر ایم اے

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور اکابر علمائے دین

برِ صغیر پاک و ہند میں تجدید و احیائے دین کی مساعی کا جائزہ لیا جائے تو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے زمانی تقدم کے بعد خانوادۂ شاہ ولی اللہؒ پر نظر مرکوز ہو جاتی ہے۔ اللہ کے دین کی حفاظت و اشاعت میں سرگرمی، اولو العزمی، جاں سپاری، دیدہ وری، نکتہ رسی اور حکمتِ بالغہ کا جو منظر یہاں نظر آتا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔

حجۃ اللہ فی الارض حضرت شاہ ولی اللہؒ نے دین حق کے لیے اپنی شبانہ روز مساعی سے بے نظیر خدمات انجام دیں۔ انھوں نے دین کے نام پر ہونے والی بے دینی کا تار و پود بکھیر دیا۔ پانی پت کا میدانِ کارزار سجا کر مرہٹوں کے "رام راج" کے خواب کو ہمیشہ کے لیے پریشان کر دیا۔ "امامتِ کبریٰ" کی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے سیاسیات کو مجتہدانہ شان سے شرعی منہاج پر پیش کیا اور اس سلسلے میں "حجۃ اللہ البالغہ" تصنیف کی، اور ابھی "تجدید و تدوینِ علوم و معارف اور تعلیم و تربیتِ اصحابِ استعداد" کی منزل طے ہو رہی تھی کہ آپ کا پیمانۂ عمر لبریز ہو گیا۔

ولیس کل ما یتمنی المرء یدرکہ　　تجری الریاح بما لا تشتھی السفن

آپ کے جانشینوں نے آپ کے مشن کو شایانِ شان طریقے سے آگے بڑھایا اور "تقاضائے وقت" کے مطابق اسی قدوسی روح کی نسل سے ایک مردِ روحانیتِ کاملہ لے کر اٹھتا ہے، جس کی جامعیت مسلّم، وہ معاً مفسّر بھی ہے محدث بھی، فقیہ بھی ہے اصولی بھی، مجاہد بھی ہے اور متکلم صوفی بھی، بایں ہمہ سیاسیاتِ شاہ ولی اللہ کا پورا ماہر نظر آتا ہے۔ یہ وہ پاک باز ہستی ہے جس کو اہلِ بصیرت علامہ شہید، شاہ شہید، مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی، عالمِ نبیل، فاضلِ جلیل، فقید المثیل رحمہ اللہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔[1]

---

[1] مولانا غلام مصطفیٰ، دیباچہ منصبِ امامت، اردو ص ج لاہور ۱۹۴۹ء

آئندہ سطور میں چند مشاہیر اور اکابر علمائے دین کے رشحاتِ قلم اسی عظیم شخصیت کے ضمن میں پیش کیے جا رہے ہیں:

سراج الہند حضرت مولانا شاہ عبد العزیزؒ شاہ اسمٰعیل شہید اور شاہ محمد اسحاق کو خاص عطیۂ الٰہی قرار دیتے ہوئے یہ آیتِ قرآنی پڑھا کرتے تھے:

الحمد للّٰہ الذی وھب لی علی الکبر اسمٰعیل و اسحٰق [۵۲]

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے بڑھاپے میں اسمٰعیل اور اسحاق عطا کیے۔

شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسینؒ اور مولانا محمد نقی خان صاحب (ہر دو از تلامذہ حضرت مولانا شاہ محمد اسحاقؒ) ایک استفتا کے جواب میں ارقام فرماتے ہیں:

اس راقم الحروف نے حضرت ممدوح کو بخوبی دیکھا اور فیوض و برکاتِ ربانی ان کی صحبت سے اور انوارِ ایمانی ان کی مجالسِ وعظ و نصیحت میں پاتے، اور ہزاروں منکرین، خدائے تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرب اور ہزاروں فاسقین دائم الخمر اور زانی بدکار ان کی صحبت کی برکت سے تائب اور پارسا ہوگئے۔

حضرت مولانا حافظِ قرآن مجید، ضابطِ احادیثِ رسول حمید، حاجی الحرمین الشریفین، عالم ربانی، باعمل، عارف معارفِ سبحانی، باخیر غازی و مجاہد فی سبیل اللہ، مہاجر فی محبت رسول اللہ، قامع بنیانِ شرک اور بدعت باعث احیائے سنت، حامیِ دین و ملت تھے، غرضیکہ اپنی جان و مال اور عزت و آبرو کو اس ذاتِ والاصفات نے محض محبت خدا اور رسول میں نثار کر کے رتبہ شہادتِ کبریٰ حاصل کیا۔ اللھم اوصلہ فی درجات رضوانک بفضلک و رحمتک۔ (اے اللہ اپنے فضل اور رحمت سے ان کو اپنی رضامندی کے درجات تک پہنچا دے)۔

نزدیک مجیب کے مولانا مرحوم مرتبہ اولیائے کاملین کا سا رکھتے ہیں۔ ان میں اولیائے سابقین کے سے اوصاف پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ شرع شریف کی رُو سے خدا کا ولی اور رسول کا مقبول وہی ہو سکتا ہے کہ جس کی صحبت میں خدا رسول کی محبت زیادہ ہووے اور ایمان صیقل پاوے، گناہ چھوٹیں اور عبادت بڑھے، اللہ جل شانہٗ کا خوف اور رسول مقبول کی راہ کی محبت دل میں پڑے، دنیا سے بیزاری اور آخرت کے کاموں میں شوق زیادہ ہو، سو یہ سب خوبیاں حضرت مولانا ممدوح کی صحبت میں موجود تھیں، اور نیز اُن کی مصنفہ کتب میں پائی جاتی ہیں۔ جن لوگوں کو دیدۂ بصیرت و نورِ ایمان اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے ہے وہ دریافت کر لیتے ہیں،...

---

۵۲ مولانا محمد میاں، مسلمانوں کا شاندار ماضی، ج ۲، ص ۱۷۱، طبع لاہور ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء

اکثر آیاتِ قرآنی و ارشاداتِ رحمانی و احادیثِ صادقہ حضرت رسولِ مقبول ؐ کے مولانا کے حالِ صافی پر منطق و صحیح مظنون ہیں، مگر بخوفِ طوالت بعض کو ذکر کرتا ہوں:

قال اللہ تعالیٰ ومن یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ۔ الآیہ

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اتٰھم اللہ من فضلہ۔ الآیہ

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کے ارادے سے اپنے گھر سے نکل کھڑا ہوا، پھر اس کو موت نے آلیا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ واقع ہوگیا . . .

اور ان لوگوں کو جو اپنے اللہ کی راہ میں قتل ہوجائیں مردہ نہ سمجھو، بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، رزق دیے جاتے ہیں اور جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے عنایت کیا ہے، اس پر خوش ہیں . . .

الغرض مولانا صاحب کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونا اور عالم دیندار، متقی اور پرہیزگار اور محدث اور حافظِ قرآن ہونا آفتاب کی مانند ثابت ہے . . .

کتبہ العبد المسکین محمد نقی ختم اللہ لہ بالحسنیٰ

سید محمد نذیر حسین [۵۳]	محمد تقی خان

مولانا محمد تقی صاحب مرحوم اپنی تصنیف لطیف "النشر در ردّ مقولاتِ عشر" میں خانوادہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"... شاہ ولی اللہ صاحب خاتم المحدثین و شاہ عبدالعزیز صاحب آخر المفسرین و شاہ رفیع الدین صاحب راس المحققین و شاہ عبدالقادر صاحب قدوۃ العارفین و شاہ محمد اسمٰعیل شہید قاطع بنیانِ معاندانِ دین و شاہ محمد اسحاق صاحب زبدۃ الصالحین و علو خاندانی این حضرات علماً و عملاً شہرۂ آفاق است و تصنیفاتِ گراں مایہ شان دلیل اول بر حقانیت و اختیار مذہب اہل سنت و ظہیر سنیت ایشان کالشمس فی رابعۃ النہار است و عالمی از فیوضات علمی شان حظ وافر بر داشتہ مستعد ادای شہادت

---

[۵۳] محمد نذیر حسین، فتاویٰ نذیریہ، ج ۱، ص ۱۰۶ تا ۱۰۸، لاہور ۱۹۷۱ء

سنیت [۵۴]

شاہ ولی اللہ صاحب خاتم المحدثین اور شاہ عبدالعزیز صاحب آخر المفسرین اور شاہ رفیع الدین صاحب رأس المحققین اور شاہ عبدالقادر صاحب قدوۃ العارفین اور دشمنانِ دین کی بنیادوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے والے شاہ محمد اسمٰعیل شہید اور خلاصۃ صالحین اور اس خانوادۂ ولی اللٰہی کے علمی و عملی شہرۂ آفاق وارث شاہ محمد اسحاق صاحب جن کی گراں مایہ تصانیف ان کے صاحبِ حق ہونے پر شاندار دلیل ہیں۔ یہ سب وہ حضرات ہیں کہ ان کا اہلِ سنت ہونا اور ان کی سنیت کا ظہور آفتاب کی کرنوں سے زیادہ روشن ہے اور ایک عالم ان کے علمی فیض سے مالا مال ہوا ہے۔

شاہ اسمٰعیل شہید کے بارے میں مولانا محمد تقی صاحب مرحوم مزید رقم طراز ہیں:

درحق عالمی کہ مہاجر فی سبیل اللہ کشتہ جان و مال و عزت خود را در راہِ خدا و رسول فدا کردہ درجۂ شہادت دریافت والحب فی اللہ بالمومنین والبغض فی اللہ بالکفار از عادات جبلی او بود واکثر آیاتِ قرآنی وارشاداتِ رحمانی واحادیثِ صحیحہ نبوی بر حال وعقائد صافی او منطبق وصحیح مظنون است

قال اللہ تعالیٰ ومن یخرج من بیتہ مھاجراً الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہٗ علی اللہ - الآیۃ -

وقال اللہ تبارک وتعالیٰ

الذین جاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اعظم درجۃ عند اللہ - الآیۃ -

وقال اللہ تعالیٰ، فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقتلوا وقتلوا لاکفرن عنھم سیئاتھم ولادخلنھم جنت تجری من تحتھا الانھر ثواباً من عند اللہ واللہ عندہ حسن الثواب - الآیۃ

الاحادیث عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یقول یوم القیمۃ این المتحابون بجلالی الیوم اظلھم فی ظلی یوم لا ظل الا ظلی - رواہ مسلم

وعن معاذ بن جبل قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول قال اللہ تعالیٰ وجبت محبتی للمتحابین فیّ والمتجالسین فیّ والمتزاورین فیّ والمتباذلین فیّ - رواہ مالک

---

[۵۴] مولانا محمد تقی، "النشر در ردِ مقولاتِ عشر" مطبوعہ در مطبع حنفی شاہجہان آباد - ۱۲۶۸ھ - ص ۴، ۵ -

وفی روایۃ الترمذی قال یقول اللہ تعالیٰ والمتحابون فی جلالی لھم منابر من نور یغبطھم النبیون والشھداء

وعن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من عباد اللہ لاناسا ماھم بانبیاء ولا بشھداء یغبطھم الانبیاء والشھداء یوم القیٰمۃ بمکانھم من اللہ قالوا یارسول تخبرنا من ھم قال ھم قوم تحابوا بروح اللہ علی غیر ارحام بینھم ولا اموال یتعاطونھا فواللہ ان وجوھھم لنور، وانھم لعلی نور لا یخافون اذا خاف الناس ولا یحزنون اذا حزن الناس وقرا ھذہ الایۃ الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون - رواہ ابوداؤد... [۵۵]

اس عالمِ دین کے حق میں جس نے خدا کی راہ میں ہجرت کرتے ہوئے اپنا مال اور اپنی عزت خدا اور رسول پر قربان کر دی اور درجۂ شہادت کو پہنچا، جس کی مسلمانوں سے حُب فی اللہ اور کفار سے بغض فی اللہ عادت تھی، جس کے صاف ستھرے عقائد و حالات پر اکثر آیاتِ قرآنی، ارشاداتِ رحمانی اور احادیثِ صحیحہ منطبق و موافق ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو شخص اپنے گھر سے اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرے اور پھر اس کو موت آ جائے تو بے شک اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر برحق ہوا۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

جن لوگوں نے اپنے جان و مال کے ساتھ خدا کی راہ میں جہاد کیا، اللہ کے یہاں ان کا سب سے بڑا درجہ ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور انھیں میری راہ میں ستایا گیا اور وہ قتل ہوئے اور کفار سے قتال کیا میں ضرور ان کی برائیوں کو معاف کروں گا اور انھیں ان جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، اللہ کے یہاں یہی ان کا بدلہ ہے اور اللہ کے یہاں بہترین بدلہ ہی ملتا ہے۔

اور احادیث یہ ہیں کہ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اللہ روزِ قیامت فرمائے گا وہ کہاں ہیں جو آپس میں میری بزرگی کی خاطر محبت کرتے تھے، آج میں انھیں اپنے خاص سایۂ رحمت میں جگہ دوں گا جبکہ میرے اس سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں۔ اور حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سُنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لازمی طور پر میری محبت ان لوگوں سے

---

[۵۵] ایضاً، ص ۱۲

ہوگی جو میری خاطر باہمی ہم نشینی کرتے تھے، میری خاطر آپس میں ملاقات کرتے تھے اور میری ہی خاطر ایک دوسرے پر مال خرچ کرتے تھے۔ (اس کو امام مالک نے روایت کیا)۔

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جنھوں نے آپس میں میرے عزوجلال کی خاطر محبت کی ان کے لیے نور کے منبر ہوں گے جن پر انبیا و شہدا رشک کریں گے۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بندوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ نہ تو وہ نبی ہیں اور نہ شہید، مگر قیامت کے روز ان پر انبیاء و شہدا رشک کریں گے، خداوند تعالیٰ کے ساتھ ان کے خاص قرب کی بنا پر۔ سامعین نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں بھی بتلائیے، یہ لوگ کون ہوں گے؟ فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے جو باہم رشتے داری نہ ہونے کے باوجود اللہ ہی کے لیے محبت کریں اور مال خرچ کریں، خدا کی قسم ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور وہ ایک خاص نور پر بلند ہوں گے، جس وقت کہ لوگ ڈر رہے ہوں گے تو وہ نہ ڈریں گے اور جس وقت لوگ غمگین ہوں گے وہ غمگین نہ ہوں گے۔ اس موقع پر آپ نے یہ آیت پڑھی، سنو، اللہ کے دوستوں کو نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (ابوداؤد)

مولانا محمد بشیر الدین قنوجی شاہ اسمٰعیل شہید کے ذکر میں بایں الفاظ رطب اللسان ہیں:

"... در سنن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی است کہ حضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ وسلم فرمودہ اند کہ ان اللہ عزوجل یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مأتۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا یعنی تحقیق خدائے عزوجل مبعوث خواہد کرد برائے این اُمت بر سر ہر صد سال کسی را کہ تجدید کند برائے این اُمت دین وی را ظہور ایں اعجاز در راس مأتہ ثالث عشر بدیں انداز گردیدہ کہ حاجی و شہید فاضل نبیل مولانا محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ طرح احیائے سنت و ردّ شرک و بدعت انداختند و بفضلہ تعالیٰ در عرصہ قلیل از سعی مشکور حضرت ایشاں ہزار ہا مردم کہ اعتقاد ایشاں شرک باللہ و استخفاف نماز و روزہ و عمل ایشاں اہتمام بدعات و نوش بنگ و بوزہ بود بہ استغفار از شرک و معاصی خلاف ملّت و اعتقاد توحید و اتباعِ سنّت ہدایت یافتند و صدہا از اہلِ ہند در توحید و سنت و شرک و بدعت کہ سابقاً دریں ہا امتیازے نمی کردند تمیزے حاصل نمودند"[۵۶]

---

۵۶ محمد بشیر الدین قنوجیؒ، الصواعق الالٰہیہ لرد الشیاطین اللھابیہ، ص ۲، ۳ - در مطبع احمدی ۱۲۸۰ھ

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اس اُمت کے لیے ہر سو سال بعد ایک ایسا شخص پیدا فرمائے گا جو امت کے لیے اسی دین کو پھر تازہ کرے گا۔ اس اعجاز کا ظہور تیرھویں صدی میں اس طرح ہوا کہ حاجی، شہید، فاضل نبیل مولانا محمد اسمٰعیل نے احیائے سنت اور ردِّ شرک و بدعت کی بنیاد ڈالی۔ اور اللہ کی مہربانی سے قلیل مدت میں ان کی سعی مشکور سے ہزارہا ایسے لوگ کہ جن کا اعتقاد شرکیہ تھا، نماز روزہ کی توہین ان کا شعار تھا، بدعتوں کا بہت اہتمام کرتے، بھنگ اور افیم کھاتے تھے، ایسے بے شمار لوگوں نے شرک و معاصی سے توبہ کی۔ ان کو توحید و اتباعِ سنت نصیب ہوئی اور سیکڑوں وہ لوگ جو توحید و سنت اور شرک و بدعت میں تمیز نہیں کرتے تھے، وہ اچھی طرح دین و سنّت کو سمجھنے لگے۔

مولانا قنوجی موصوف ایک دوسرے مقام پر مولانا رشید الدین خان (تلمیذ شاہ عبد العزیزؒ) اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے باہمی تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وہ خانِ والا شان رُوبروی مولانا بہ کمالِ ادب قدم در تکلم مے نہاد و بحضور مولانا دخلی در سخنی نمیداد و ہمیشہ بہ سردِ فضائل و مناقب جمیلہ وے جناب رطب اللسان بود و دائماً بتذکرہ محاسن و محامد شریفہ اش مہذب البیان و حق آنست کہ کسے از اقران تاب گفتگو پیش آن مزید زمان نمیداشت[۵۷]

خانِ عالی شان حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے رُوبرو نہایت ادب سے کلام کرتے تھے اور کبھی ان کے سامنے کلام میں دخل انداز نہیں ہوتے تھے، وہ ہمیشہ ان کے فضائل و مناقبِ جمیلہ سے اپنی زبان کو تر و تازہ رکھتے اور ان کے محاسن و محامد شریفہ کے ذکر میں ہمیشہ آراستہ بیان ہوتے اور حق یہ ہے کہ اُن کے ہم عصروں میں سے کوئی بھی اس یگانۂ روزگار کے رُوبرو یارائے گفتگو نہ پاتا۔

مولانا محمد یعقوب خلف الصدق مولانا مملوک علی تلمیذ رشید مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:

احقر مولوی اسمٰعیل شہید کو اور ان کے خاندان کے علما کو اپنا پیشوا سمجھتا ہے اور بے تعصب ان کی باتیں موافق قرآن و حدیث کے پاتا ہے[۵۸]

---

۵۷ ایضاً، ص ۲۶

۵۸ مولانا محمد یعقوب، مکتوبات، ص ۲۳۔ بحوالہ عزیز الدین مراد آبادی مرحوم: اکمل البیان، ص ۸۰۸

شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب مرحوم رقم فرما ہیں :

" عالمِ نبیل، فاضلِ جلیل، نمونہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل مولانا الحافظ الحاج مولوی اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ و علیٰ آبائہ الکرام نے جب امور شرک و بدعت کا رواج زیادہ دیکھا تو مولانا ممدوح نے بمقتضائے تائید دین جہاں تک ہو سکا، زبان سے نصیحت فرمائی، تحریروں کی بھی نوبت آئی چنانچہ رسالہ تقویۃ الایمان بھی جب ہی لکھا، جس میں نصوصِ صحیحہ سے نہایت سلاست کے ساتھ مضامین توحید کو اچھی طرح بیان فرمایا اور قدرت حق تعالیٰ شانہٗ کو جملہ بنی آدم و مخلوقات پر ثابت کر کے اہلِ شرک و بدعت کو ان کے خیالاتِ باطلہ کی خرابی پر مطلع کیا، اس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو صحتِ عقائد نصیب ہوئی۔ الخ [۹]

مولانا حیدر علی رام پوری ؒ تلمیذ شاہ عبد العزیز و مرید و خلیفہ سید احمد شہید ؒ، اپنی تصنیف "نظام الملۃ و دفع العلۃ" میں شاہ اسمٰعیل شہید ؒ کا ایک حوالہ نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

اور حق اس باب میں وہی ہے جو لکھا ہے علامۂ عصر محققِ دوراں، مصدق علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل مولوی اسمٰعیل شہید نے ایضاح الحق میں . . . [۱۰]

برعظیم پاک و ہند کے نامور عالم مولانا محمد انور شاہ الکشمیری رقم طراز ہیں :

وکان الشیخ عبد العزیز یتلو الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اسمٰعیل و اسحٰق نفع اللہ بھما ھٰذہ البلاد۔ دار الشیخ محمد اسحٰق حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصار رحلۃ الاقطار و صنف الشیخ محمد اسمٰعیل کتباً فی الفرق بین السنۃ والبدعۃ الظلماء فاحیی سنۃ حین کانت امیتت و مات شہیداً [۱۱]

اس کا حاصل ترجمہ "القاسم" شوال ۱۳۳۰ھ میں مرقوم ہے :

"حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان پر قرآن پاک کی یہ آیت جاری ہو جایا کرتی تھی۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے بڑھاپے میں اسمٰعیل اور اسحاق عطا کیے۔

---

[۹] مولانا محمود حسن، الجہد المقل حصہ دوم، ص ۲، ۴

[۱۰] حیدر علی رام پوری، نظام الملۃ و دفع العلۃ، ص ۳۲

[۱۱] مولانا محمد انور شاہ ؒ، القاسم، دیو بند، رمضان ۱۳۳۰ھ بحوالہ الضاً

آیت میں لفظِ "اسمٰعیل" کی تقدیم سے واقفانِ حال پر جو کیفیت طاری ہوتی ہوگی وہ زبان سے کہنے کی بات نہیں ہے۔حضرت شاہ محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے درس حدیث میں اپنے آپ کو وقف کردیا اور العلماء ورثۃ الانبیاء کا سچا منظر اہلِ علم کے روبرو پیش کر دیا۔ اور آپ کے درس کو بازگشتِ خلائق اور مرجع انام ہونے کا خلعت قبول نصیب ہوا، ہندوستان میں حدیث کا دریا بہا دیا۔ حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خدمت دوسرے طرز سے عطا ہوئی۔ آپ نے سنتِ مردہ کے احیا میں عیسیٰ النفسی کے جوہر دکھائے، توحید و رسالت کے اثبات، شرک و بدعت کے ابطال میں متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں اور جانِ عزیز کو راہِ مولا میں نثار کر دیا۔[۱۲]

عمدۃ الواعظین جامع معقول و منقول مولانا عبد الرب صاحب دہلوی (م محرم ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء) ایک استفتا کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

مولوی اسمٰعیل شہید فی سبیل اللہ مہاجر الی اللہ کا حال جو اپنے والد ماجد محمد عبد الخالق مرحوم سے اور دیگر علما سے سنا گیا وہ ایسا نہیں ہے کہ یہ صفحۂ قرطاس اس کی تحریر کو وفا کرے۔ (سب) حضرات کو ان کے اشتیاق میں یہی کہتے سنا:

وے صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں اب دیکھنے کو جن کے آنکھیں ترستیاں ہیں

اور ان کے وصف قرآن شریف اور حدیث سے ثابت اور ظاہر ہوئے ہیں:

ان الذین امنوا والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمۃ اللہ واللہ غفور رحیم ۔ ۔ ۔ الی آخر الایۃ[۱۳]

یعنی جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے ہجرت کی اور لڑے اللہ کی راہ میں وہ امیدوار ہیں اللہ کی رحمت کے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ۲ ع۱۱)

شاہ اسمٰعیل شہید کے ایک ہم عصر اور سید احمد شہید کے متوسلین میں سے شیخ فتح اللہ صاحب مرحوم اپنے مشہور و معروف رسالہ "حارق الاشرار" میں آپ کی ایک نظم میں بہت تعریف کی ہے:

۱۲؎ القاسم دیوبند شوال ۱۳۳۰ھ بحوالہ عزیز الدین مراد آبادی مرحوم؛ مطرق الحدید، ص ۳۵، ۳۶

۱۳؎ محمد عبد الرب، مطبوعہ در تقویۃ الایمان راشد کمپنی دیوبند، ص ۲۴۴ سن ندارد

مولانا عزیز الدین مراد آبادی، مصنف "اکمل البیان" و "مطرق الحدید" شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مولانا شہید مرحوم کو کمالات کا مجموعہ عطا فرمایا تھا، وہ علم و عمل، اخلاص و اخلاق، ذہانت و متانت، دیانت و مروت، ہمدردی، شجاعت اور بہادری دلیری میں، درمیان اپنے اقران کے ممتاز تھے ...[۱۵۴]

ان کے بارے میں وہ اور بھی بہت کچھ تحریر فرماتے ہیں۔

مولانا موصوف ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"الحق کہ حضرت سید السادات امیر المومنین سید احمد صاحب رائے بریلوی رحمۃ اللہ علیہ المتولد یکم محرم الحرام ۱۲۰۱ھ اور حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتولد ربیع الثانی ۱۱۹۲ھ ہر دو مجددانِ شریعتِ بیضا محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بفضلہٖ تعالیٰ ہندوستان (متحدہ) میں خالص توحید و سنت قائم کرنے والے، رسومات، شرکیات و بدعات سے روکنے والے، اپنے اوائل زمانہ شباب سے تحریراً و تقریراً اعلاء کلمۃ اللہ میں تا امکان جان و مال، زبان، دل سے سرگرم و مصروف ہونے والے جو بالآخر فی سبیل اللہ جہاد میں اسلام اور مسلمانوں کی حمایت کے لیے درجۂ علیا شہادت سے فائز المرام ہوئے اور اسلام میں اس سے زیادہ کوئی درجہ نہیں ...[۱۵۵]

مولانا ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

"حیاتِ شہیدؒ درحقیقت احیائے سنت و اماتتِ بدعت پر مقتضی ہے"[۱۵۶]

مولانا موصوف اپنی تصنیف "اکمل البیان فی تائید تقویت الایمان" میں رقم طراز ہیں:

"مشاہیر علما و فضلا، اتقیا، تلامید شاہ عبدالعزیزؒ و مولانا شاہ محمد اسحٰقؒ ... کی تحریرات اور فتاویٰ تقویت الایمان کی صداقت و حقانیت اور مولانا شہید مرحوم کے اوصاف و محامد میں اصلاً و نقلاً، قلمیہ مطبوعہ محفوظ و مشتہر ہیں مثل مفتیِ عدالتِ عالیہ سلطانیہ سید رحمت علی خان صاحب، مولانا نواب قطب الدین

---

۱۵۴ عزیز الدین مراد آبادی مرحوم، اکمل البیان، ص ۸۳۴ لاہور ۱۳۸۴ھ ۱۵۵ ایضاً، ص ۸۴۶۔

۱۵۶ ایضاً، مطرق الحدید علی صاحب التحقیق الجدید، ص ۳۸

خان صاحب، مولانا مملوک علی صاحب، مولانا مفتی عنایت احمد صاحب، مولانا سخاوت علی صاحب، مولانا عبدالجلیل صاحب شہید، مولانا مفتی امام الدین صاحب، مولانا بزرگ علی صاحب، مولانا فضل امام صاحب، مولانا سید حسین شاہ صاحب بخاری، مولانا محبوب علی صاحب، مولانا آلِ حسن صاحب، مولانا انور علی صاحب، مولانا احسان کریم صاحب، مولانا سعد الدین صاحب، مولانا رافت علی صاحب، مولانا محمد نظام صاحب، مولانا محمد وحید اللہ صاحب، مولانا محمد وزیر علی صاحب، مولانا سید محمد عالم علی صاحب، مولانا عبدالخالق صاحب، مولانا خواجہ ضیاء الدین احمد صاحب، مولانا اکبر علی خان صاحب، مولانا سید محمد علی صاحب، مولانا محمد حسن صدیقی نانوتوی، مولانا یعقوب علی خان صاحب بریلوی تلمیذ مولانا مملوک علی صاحب، مولانا محمد یعقوب صاحب خلف الصدق مولانا مملوک علی صاحب وغیرہم جن کی تعداد ساٹھ ستر کو پہنچتی ہے۔۔[۱۷]

مولانا رحیم بخش مصنف "حیاتِ ولی" شاہ اسمٰعیل شہید کے بارے میں لکھتے ہیں:

"روزِ ازل ہی جس شخص کی قسمت میں قاطع بدعت ہونا لکھا تھا، وہ شاہ عبدالغنی صاحب کے فرزند رشید اور جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کے پوتے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید ہیں۔ جو بیڑہ خدائے ذوالجلال کی توحید پھیلانے اور شرک و بدعت کو ہندوستان سے مٹانے کا جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے اٹھایا تھا، خدا تعالیٰ نے آپ کے بزرگ ہاتھوں سے اسے اس درجہ تقویت عطا کی کہ علمِ توحید کا عظیم الشان پھریرا دہلی کی سرزمین سے بلند ہو کر دور دور کی سرسبز سلطنتوں تک بڑے زور شور سے لہرانے لگا۔"[۱۸]

مولانا محمد جعفر تھانیسری مصنف "سوانح احمدی" و "کالا پانی" رقم طراز ہیں:

"مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید خلف مولوی عبدالغنی صاحب، نبیرہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی بڑے فاضل اجل اور ذہین و متین تھے۔۔۔ مولوی محمد اسماعیل صاحب شہید کے قصص ذہانت و فطانت کے بہت مشہور ہیں۔"[۱۹]

مولانا تھانیسری، سید احمد شہیدؒ کے خلفا کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

۱۷ ایضاً، اکمل البیان فی تائید تقویت الایمان، ص ۸۱۳

۱۸ رحیم بخش، حیاتِ ولی، ص ۴۶۸، لاہور ۱۹۷۲

۱۹ محمد جعفر تھانیسری، تواریخ عجیبہ موسوم بہ سوانح احمدی ص ۱۸۷ مطبع فاروقی دہلی ۱۳۰۹ھ/۱۳۰۷ھ

"آپ کے بڑے خلیفوں میں مولوی عبدالحی اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید ہیں۔ یہ دونوں بزرگ بمنزلہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے آپ کے خلفا میں سے تھے۔ مولوی عبدالحی صاحب کا مزاج بوجہ بردباری اور وقار حضرت ابوبکرؓ سے اور حضرت مولانا شہید کی طبیعت بوجہ تشدد علی الکفار و فجار حضرت عمرؓ سے زیادہ تر مشابہ تھی"[۲۰]

"مولوی عبدالحی صاحب سلوکِ راہِ ولایت اور مراقبہ و مشاہدہ و توجہ و کشف وغیرہ کے پورے سالک اور اس فن میں استادِ کامل تھے اور مولوی محمد اسماعیل صاحب شہید سلوکِ راہِ نبوت کے سالکِ کامل اور پورے عامل تھے۔ اس واسطے آپ کے ملفوظات سلوکِ راہِ نبوت کا حصہ صراطِ مستقیم کا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید کا اور سلوکِ راہِ ولایت کا حصہ مولوی عبدالحی صاحب کا لکھا ہے"

ہر گلے را رنگ و لعئے دیگر است"[۲۱]

ان دونوں ستاروں کے اوصاف تحریر و بیان سے باہر ہیں۔"[۲۲]

شاہ اسمٰعیل شہید کے سوانح نگار مرزا حیرت دہلوی رقم طراز ہیں:

"شاہ عبدالرحیم نے ایک ایسا بیج بو دیا کہ بعد ازاں آپ کی اولاد کی کوششوں سے وہ پھلا پھولا اور لہلہایا اور آخر شاہ اسمٰعیل صاحب کی بیش بہا کوششوں سے اس درخت میں پھل لگا اور الحمد للہ کہ وہ اب تک پھل دے رہا ہے اور تر و تازہ ہے"[۲۳]

مولانا شہیدؒ کے وعظ کے اثر و نفوذ کا ذکر کرتے ہوئے مرزا حیرت لکھتے ہیں:

"مولانا شہید کی تقریر میں جو صفت تھی وہ عجیب تر اور عجیب سحر سے بھری ہوئی تھی، لوگ گھروں سے ارادہ کر کے جاتے تھے کہ مولانا شہید کی مخالفت عین وعظ میں کریں گے، لیکن سوائے خاموشی کے کسی کو یارانہ ہوتا تھا۔ سامعین میں سکوت سلطنت کرتا تھا، کیا مقدور تھا کہ وعظ کے بیچ میں کوئی کسی طرف اشارہ بھی کرے"[۲۴]

---

[۲۰] ایضاً، ص ۱۸۶ [۲۱] ایضاً، ص ۱۸۷

[۲۲] ایضاً، ص ۱۴۲۔ مطبوعہ بلالی سٹیم پریس ساڈھورہ ضلع انبالہ بار دوم، سن ندارد

[۲۳] حیرت دہلوی، حیاتِ طیبہ، ص ۲۳، ۲۴ - لاہور ۱۹۷۲ء [۲۴] ایضاً، ص ۳۰

"آپ کا کلام جیسا فصیح ہوتا تھا، اسی قدر پُر درد اور پُر تاثیر ہوتا تھا، آپ اسلام کے سچے متبع تھے . . . آپ کی اصلاح عام تھی نہ امرا کی قید تھی نہ عوام الناس کی، نہ شرفا کی نہ رذیلوں کی، نہ وضع داروں کی نہ بدوضع لوگوں کی، اور یہ عموماً دیکھا گیا ہے کہ انسانی ارذل گروہ میں بھی جن کی طبائع میں صلاحیت کا بیج ان کے شنیعہ افعال سے مارا جا چکتا ہے، آپ کا پُر تاثیر وعظ وقتاً فوقتاً اپنا جلوہ دکھا دیتا تھا اور ایسے گمراہ لوگوں کی لوحِ دل کا مدت کا چڑھا ہوا زنگ مٹا دیتا تھا۔

"جس شخص کے وعظ میں یہ تاثیر ہو اس سے ناظر یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ اس کا ظاہر و باطن بالکل یکساں تھا اور جو کچھ وہ کرتا تھا صرف خدا کے لیے، اس سے نہ اپنی ناموری مطلوب تھی، نہ حصولِ زر مدعا تھا، نہ کسی کی ضد سے یہ کام کیا جاتا تھا۔"[۲۵]

"حق یہ ہے کہ مولانا شہید کو فطرت سے جن خاص صفتوں کا حصہ ملا تھا وہ سب ممتاز تھیں اور ان میں خصوصیت کا رنگ ایسا تھا کہ دوسری جگہ کہیں بھی نہیں معلوم ہوتا تھا۔"[۲۶]

"واقعاتِ دارالحکومت دہلی" کے مصنف مولوی بشیر الدین احمد دہلوی شاہ اسمٰعیل شہید کے ذکر میں لکھتے ہیں:

"آپ بڑے مشہور، جامع کمالاتِ صوری و معنوی، نکتہ سنج کلام الٰہی و حدیث نبوی، عالم معقول و منقول تھے . . . وعظ میں ایسی زبردست اور مدلل تقریر فرماتے تھے کہ لوگوں کے سارے شرک دھل جاتے تھے۔"[۲۷]

وعظ کے انقلاب آفرین اثرات کے ذیل میں لکھتے ہیں:

(شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور مولانا عبدالحئیؒ کے مواعظ سے) "لکھوکھا مردم شاہراہِ ہدایت پر آئے اور شوق ہوالحق دل میں جم گیا اور جہاد کی افضلیت ذہنوں میں بیٹھ گئی اور خود بخود چاہنے لگے کہ اگر جان و مال راہِ الٰہی میں صرف ہو تو عین سعادت ہے۔"[۲۸]

برعظیم پاک و ہند کے ممتاز عالم مولانا محمد میاں صاحب مرحوم شاہ شہید کا تذکرہ بایں الفاظ کرتے ہیں:

"صداقت مُشک ہے۔ مہکنا اس کی فطری خاصیت ہے۔ کیا اوقات باطل کا نافہ اس کو چھپا لیتا ہے؟ مگر یہ پوشیدگی عارضی ہوتی ہے۔ صداقت کی مہک باطل کے نافہ میں اور تیز ہوتی رہتی ہے، حتّٰی کہ خود

---

۲۵ ایضاً، ص ۱۲۸ - ۱۳۰ ۲۶ ایضاً، ص ۱۹۳

۲۷ بشیر الدین احمد دہلوی، واقعاتِ دارالحکومت دہلی - ج ۲، ص ۱۱۴ - آگرہ ۱۹۱۹ء ۲۸ ایضاً، ص ۲۰۰

نافۂ باطل جو مشک کی طالب ہوتی ہیں وہ نافہ کو توڑ پھوڑ کر پھینک دیتی ہیں اور مشکِ صداقت اپنی پوری پاکیزگی سے دل و دماغ کو معطر کرنے لگتا ہے۔ روح کو تازگی بخشتا ہے۔ انسانیت کے لطیف عنصر کو قوت پہنچاتا ہے اور دنیا اس منظر کو برأی العین دیکھ لیتی ہے کہ :

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ○

حق آیا، باطل مٹ گیا۔ باطل اسی لیے ہے کہ مٹے۔

حضرت اسمٰعیلؒ شہید کی پاکیزہ سیرت اسی فطری رفتار کا ایک نقشہ ہے[۲۹]۔

پروفیسر خلیق احمد نظامی، سر سید احمد خان اور سید جمال الدین افغانی کے کارناموں کا موازنہ کرتے ہوئے سر سید کے فکری ارتقا کے ضمن میں لکھتے ہیں :

"سید احمد خان کی عمر ۱۳، ۱۴ سال کی ہوگی، جس وقت مولانا سید احمد شہیدؒ نے اصلاح و حیرت کا علم بلند کیا۔ ان کی تحریک کا ایک مقصد . . . یہ تھا کہ پردیسی سمندر پار کرنے والوں کو ہندوستان سے نکال دیا جائے۔ ان کی سحر کار آواز ہمالیہ کی چوٹیوں اور نیپال کی ترائیوں سے لے کر خلیج بنگال کے کناروں تک یکساں پھیل گئی۔ سید احمد خان نے اس تحریک کو بھی بہت قریب سے دیکھا تھا۔ شاہ عبد العزیز دہلویؒ کا خاندان ان کے پیرزادوں کا خاندان تھا۔ شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ کے وعظوں میں انھوں نے شرکت کی تھی۔ اس تحریک نے ان کے دل و دماغ پر جو اثر کیا اس کا اندازہ آثار الصنادید سے ہوتا ہے۔ جنگِ بالاکوٹ (۱۸۳۱ء) کے چودہ سال بعد جب وہ یہ کتاب لکھ رہے تھے تو مولانا شہید کے تذکرہ پر پہنچ کر ان کا قلم وجد کرنے لگا۔ لیکن تحریک کی ناکامی نے اُن کے دل کو توڑ دیا اور ان کو خون کے آنسو رُلایا"[۳۰]

عالمِ اسلام کے مایۂ ناز مفکر و عالم مولانا سید ابو الحسن علی ندوی، دنیائے اسلام کے "عبقری" اور "مجتہد" علما کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں :

پچھلی صدیوں کے علما کے تذکرے اور کتبِ سوانح پڑھیے، سیکڑوں ناموں میں ایک ایسے شخص کا ملنا مشکل ہوگا جس پر عبقری (GENIUS) کے لقب کا اطلاق درست ہو یا جس نے کسی موضوع پر کوئی نئی بصیرت عطا کی ہو۔

۲۹ء مولانا محمد میاں، مقالۂ اسلامی حریت کا علمبردار، مطبوعہ در مجموعہ مقالات "شاہ اسمٰعیل شہید" مرتبہ عبد اللہ بٹ، ص ۱۷۷۔ لاہور ۱۹۷۴۔

۳۰ء نظامی خلیق احمد، تاریخی مقالات، ص ۲۱۷۔ طبع دہلی ۱۹۶۶ء

یا کسی خاص علم میں اس نے گراں قدر اضافہ کیا ہو۔ پچھلی صدیوں میں ہم صرف چند افراد کا استثنا کر سکتے ہیں، جو اپنے زمانے کی عام علمی و ذہنی سطح سے بہت بلند تھے اور جنھوں نے دینی یا علمی دائرہ میں کوئی بڑا انقلابی کارنامہ یا علمی شاہکار پیش کیا ہو، خوش قسمتی سے ان تمام مستثنٰی افراد کا تعلق ہندوستان کی سرزمین سے ہے۔ ان میں سے ایک حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ) ہیں ... دوسرے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) ہیں۔ ... تیسرے ان کے صاحب زادے شاہ رفیع الدین دہلوی (م ۱۲۳۳ھ) ... چوتھے شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی (ش ۱۲۴۶ھ) جن کی کتاب منصب امامت اور عبقات اجتہادی شان رکھتی ہیں اور اپنے اپنے موضوع پر بے نظیر۔"[۱۳۱]

"ہندوستان میں وہابی تحریک" کے مصنف ڈاکٹر قیام الدین احمد، مولانا عبدالحیؒ بڈھانوی اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ دونوں بزرگ اس تحریک کے نہایت اہم سربراہ تھے۔ دونوں بڑے پائے کے علما تھے، اور اس زمانہ کے سب سے بڑے صاحبِ ارشاد و تقویٰ خاندان سے متعلق تھے۔ ان کے شمول نے تحریک کی وقعت کو بہت بلند کر دیا اور اس کی بعد کی تاریخ پر گہرا اثر ڈالا، سید احمدؒ کے ساتھ ان کی عدیم المثال محبت و رفاقت اور ان کے ساتھ روز افزوں اور تحریک میں جدوجہد ان کے مرتے دم تک جاری رہی۔ ان کے سوانح حیات علیحدہ و مفصل تذکرہ کے متقاضی ہیں۔"[۱۳۲]

ڈاکٹر موصوف شاہ اسمٰعیل شہید کی تصانیف کے ذکر میں لکھتے ہیں:

"شاہ اسمٰعیل ... قلم کے ویسے ہی مردِ میدان تھے، جیسے مصافِ جنگ میں تلوار کے سورما۔"[۱۳۳]

"تاریخ مسلمانانِ پاکستان و بھارت" کے مصنف سید ہاشمی فرید آبادی، شاہ اسمٰعیل شہید کے لسانی اور قلمی جہاد پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"سید صاحب کی تبلیغ و دعوت کی زبان اور قلم ہی گویا شاہ اسمٰعیل صاحب تھے۔"[۱۳۴]

"عینی شہادتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ نطقِ شاہی کی آتش باری نے بہت سی بدعتوں کے قلعے توڑے، صدہا مسلمانوں

---

۱۳۱ سید ابوالحسن علی ندوی، انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر ص ۲۲۴، ۲۲۵۔ کراچی ۱۹۷۶ء

۱۳۲ قیام الدین احمد، ہندوستان میں وہابی تحریک، ترجمہ پروفیسر محمد مسلم عظیم آبادی، ص ۶۱، کراچی ۱۹۷۲ء۔ ۱۳۳ ایضاً ص ۶۲۔

۱۳۴ سید ہاشمی فرید آبادی، تاریخ مسلمانانِ پاکستان و بھارت، ج ۲، ص ۳۰۴۔ بار اوّل کراچی ۱۹۵۲ء

سے اطاعتِ الٰہی، ترکِ معاصی کا اقرار کرایا، بڑی بُری رسمیں چھڑوائیں، عقدِ بیوگان کی سنت مُردہ ہوگئی تھی پھر جاری ہوگئی..."[۳۵]

اعجاز الحق قدوسی، مصنف "تذکرہ صوفیائے سرحد" و "تذکرہ صوفیائے بنگال" تحریر فرماتے ہیں:

"تاریخ شاہد ہے کہ ملّتِ اسلامیہ جن بزرگوں کے احسانات سے کبھی سبکدوش نہیں ہوسکتی، ان میں سے ایک حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ بھی ہیں۔ انھوں نے اس وقت آوازِ حق کو بلند کیا، جب کہ مُغلیہ سلطنت کا آفتاب زوال پذیر ہو چکا تھا اور ہندوستان میں مسلمانوں کی مستحکم حکومت کی بنیادیں متزلزل ہو رہی تھیں"[۳۶]

".. شاہ اسمٰعیل شہید اس عظیم المرتبت خاندان میں پیدا ہوئے جن کا ہر فرد علم و فضل اور زہد و ورع کا ایک ستون تھا اور جن کے خاندان پر یہ مثل صادق آتی تھی کہ:

این خانہ ہمہ آفتاب است[۳۷]

"ان کی عمر کا بڑا حصہ تبلیغ دین، احیائے سنت اور بدعات کے مٹانے میں صرف ہوا، ساری عمر وہ بے خوف و نڈر ہو کر حق کو سربلند کرتے رہے"[۳۸]

"انھوں نے تقریر و تحریر کے ذریعے سے احیائے دین، ردِّ بدعات اور ترویج سنت کی جو کوششیں کیں وہ ہماری روحانی تاریخ کا روشن باب ہیں ... خلوص و للّہیت نے ان کے مواعظ میں یہ تاثیر پیدا کی تھی کہ لوگ جوق در جوق آپ کے مواعظ میں شریک ہوتے تھے۔ دورانِ وعظ میں لوگ خشیتِ الٰہی سے کانپ اُٹھتے تھے، اور بہت سی آنکھوں سے آنسوؤں کا سمندر رواں ہوتا تھا۔"[۳۹]

مولانا حکیم محمد صدیق مرادآبادی (۱۳۰۹ھ) مرحوم، تلمیذ و مرید رشید مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم نے شاہ اسمٰعیل شہید کی خدمت میں فارسی کی ایک نظم میں شاندار الفاظ میں ہدیۂ عقیدت پیش کیا ہے۔[۴۰]

مولانا محمد علی قصوری مرحوم، ایم اے کینٹب (مولانا عبدالقادر قصوری مرحوم کے فرزندِ ارجمند) جو اپنے

۳۵ھ سید ہاشمی فرید آبادی، تاریخ مسلمانان پاکستان و بھارت، ج ۲، ص ۳۰۲، ۳۰۳، بار اول کراچی ۱۹۵۳ء

۳۶ھ قدوسی، اعجاز الحق، تذکرۂ صوفیائے سرحد، ص ۵۲۸، لاہور ۱۹۶۶ء ۳۷ھ ایضاً، ص ۵۳۰

۳۸ھ ایضاً، تذکرۂ صوفیائے بنگال، ص ۱۸، لاہور ۱۹۶۵ء

۳۹ھ ایضاً، تذکرۂ صوفیائے سرحد، ص ۵۴۱، ۵۴۲

۴۰ھ ملاحظہ ہو: محمد صدیق مرادآبادی مرحوم، گلستانِ مناقب بحوالہ عزیز الدین مرادآبادی مرحوم، اکمل البیان، ص ۸۲۸ - و مطرق الحدید، ص ۱۲۰

شبانہ روز پُرخلوص مجاہدانہ کردار کے باعث یاغستان میں جماعتِ مجاہدین کی روحِ رواں بنے، نہایت زیرک، بیدار مغز، جری اور سراپا عمل انسان تھے۔ ان کی زندگی کتاب و سنت کی تعمیل سے عبارت تھی۔ جذبۂ جہاد ان کے رگ و پے میں سرایت کیے ہوئے تھا، اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور خلافتِ اسلامیہ کا قیام ان کی مساعیِ جمیلہ کا محور تھا۔

ایک موقع پر جارج روس کیپل، چیف کمشنر آف صوبہ سرحد[۵۴۱] نے سلسلہ جنبانی کر کے انھیں گورنمنٹ ہاؤس پشاور میں بلالیا اور انھیں پیش قرار پیش کش کرتے ہوئے کہا:

"مولوی صاحب! میں آپ کی تمام مساعی کو دیکھتا رہا ہوں اور میں نے گورنمنٹ انگریزی سے اس امر کی منظوری لے لی ہے کہ آپ کو کوئی نہایت عمدہ عہدہ دے دیا جائے تاکہ آپ کی قابلیت ضائع نہ ہو۔"

مولانا صاحب موصوف نے اس انگریزی پیش کش کو ٹھکرا دیا تو سر جارج نے کہا:

"میں یہ آپ کو بتلا دینا چاہتا ہوں کہ میری آفر (OFFER) کو مسترد کر کے آپ صرف اپنا نقصان کر رہے ہیں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ سرکاری رہنمائی سے آپ مسلمانوں کے دوسرے سر سید احمد خان بن سکتے ہیں۔"

مولانا محمد علی صاحب موصوف نے اس کا جو جواب دیا وہ ملّی غیرت کا مظہر ہونے کے ساتھ ساتھ سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے ساتھ ان کی قلبی وابستگی کا آئینہ دار اور اس امر کا واضح اعلان ہے کہ مولانا محمد علی صاحب موصوف کی نظر میں سید احمد شہید اور شاہ اسمٰعیل شہید ہی سچے ہمدردِ ملت، مخلص مجاہد اور ملتِ اسلامیہ کے مثالی امام و رہنما تھے۔

مولانا محمد علی قصوری صاحب موصوف نے سر جارج سے کہا:

"میں آپ کی عنایت کا مشکور ہوں، لیکن میں ہندوستانی مسلمانوں کا دوسرا سر سید بننے کی بجائے دوسرا سید احمد بریلوی یا اسمٰعیل شہید بننا چاہتا ہوں۔"[۵۴۲]

---

[۵۴۱] اسے فرنٹیر نظامِ حکومت سے غیر محدود اختیارات حاصل تھے اور اس کی سفارش کو گورنمنٹ آف انڈیا کبھی مسترد نہیں کر سکتی تھی۔ نیز اس کے پاس ایک فنڈ خاص مخصوص تھا جس کا کوئی حساب کتاب نہ تھا، نہ کوئی رسید، نہ کوئی ریکارڈ اور نہ آڈٹ ۔ ملاحظہ ہو مشاہداتِ کابل و یاغستان، ص ۱۳۱، ۱۴۹۔ مصنفہ مولانا محمد علی قصوری ایم اے کینٹب۔

[۵۴۲] ایضاً، ص ۱۵۹، ۱۶۰۔